٤/١٨

١١٧٤

# نماز سے کہو

نماز انسان کو انسان بنانے کا کارخانہ ہے
امام خمینی رہ

مولف: لطیف راشدی

مترجم: ڈاکٹر گلزار خان

دعائے مطالعہ

اَللّٰهُمَّ اَخْرِجْنِی مِنْ ظُلُمٰاتِ
الْوَهْمِ وَ اَكْرِمْنِی بِنُورِ
الْفَهْمِ. اَللّٰهُمَّ افْتَحْ عَلَيْنٰا
اَبْوٰابَ رَحْمَتِكَ وَانْشُرْ عَلَيْنٰا
خَزٰائِنَ عُلُومِكَ. بِرَحْمَتِكَ يٰا
اَرْحَمَ الرّٰاحِمِينَ.


انتشارات انصاریان

قم۔خیابان شهدا۔ص۔پ ۱۸۷۔تلفن ۲۱۷۴۴

نام کتاب ——— نماز سے کہو
مؤلف ——— لطیف راشدی
مترجم ——— ڈاکٹر گلزار خان
کتابت ——— صغیر حسن خان
ناشر ——— انتشارات انصاریان ۔ قم
تاریخ ——— ۱۴۱۵ھ
تعداد ——— ۳۰۰۰ نسخہ

# فہرست



| نمبر شمار | مضامین | صفحہ نمبر |
|---|---|---|
| ۱ | پیش گفتار | ۵ |
| ۲ | کیوں نماز پڑھیں | ۷ |
| ۳ | نماز یاد خدا | ۸ |
| ۴ | نماز دنیا و آخرت کو سنوارنے والی ہے | ۱۰ |
| ۵ | مقدمات نماز | ۱۱ |
| ۶ | ہاتھ منہ اور ناک کا دھونا۔ چہرے کا دھونا۔ ہاتھوں کا دھونا۔ سر کا مسح | ۱۲ |
| ۷ | پیروں کا مسح ۔ نمازی کا لباس اور نماز پڑھنے کی جگہ | ۱۳ |
| ۸ | وقت کی پہچان۔ نماز صبح ۔ نماز ظہر ۔ نماز عصر ۔ نماز مغرب | ۱۴ |
| ۹ | نماز عشا | ۱۵ |
| ۱۰ | قبلہ | ۱۵ |
| ۱۱ | اذان | ۱۵ |
| ۱۲ | اقامت | ۱۶ |
| ۱۳ | نیت | ۱۷ |
| ۱۴ | تکبیرۃ الاحرام | ۱۷ |
| ۱۵ | نماز میں مندرجہ ذیل عمل سے پرہیز کریں | ۱۸ |
| ۱۶ | رکوع | ۱۹ |

مفید اور سودمند ہیں اس لئے اگر ہم صرف مقدمات اور ارکان نماز ہی کو عنوان قرار دیں تو یہ فریضۂ واجب کی یاد دہانی ہوگی چونکہ بظاہر اس کی توقع نہیں کہ ایسے افراد بھی ہوں گے جو نماز سے بالکل آشنا نہ ہوں اور اس کو ادا نہ کرتے ہوں

بہر حال امید کرتا ہوں کہ یہ ناچیز اقدام بارگاہ احدیت میں قبول ہوں گے اور حضرت ولی عصر حجت بن الحسن العسکری عج کی نظر میں مورد قبول ہوگا گے اور مباحث نماز سے آشنائی میں موثر و مفید ہوں ۔

غَفَرَ اللّٰہُ لَنَا وَلَکُمْ

وَالسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہ

لطیف راشدی

قم المقدسہ

اسلامی جمہوریہ ایران

# کیوں نماز پڑھیں ؟

ممکن ہے پہلی نظر میں آپ کو تعجب ہو کہ ہم ایسا سوال کیوں کر رہے ہیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ ابھی کچھ افراد کے لئے یہ سوال موضوع بحث ہے ۔

نماز کفر و ایمان، جنت و جہنم کے درمیان ایک حد فاصل ہے ۔ نماز کی اہمیت کے لئے یہ کافی ہے کہ جس وقت جہنمیوں سے پوچھا جائے گا کہ کس چیز نے تم کو جہنم میں پہنچایا تو جواب میں کہیں گے :

"ہم دنیا میں بے نمازی تھے،، (سورہ مدثر آیہ ۴۳-۳۹)

نوٹ : پورا جواب اس طرح ہے (اور مسکین کو کھانا نہیں کھلاتے تھے ۔ لوگوں کے برے کاموں میں شامل ہو جایا کرتے تھے اور روز قیامت کی تکذیب کیا کرتے تھے) مترجم

رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون و بنیاد بتایا ہے ۔ اگر نماز قبول نہ ہو تو دوسرے فرعی اعمال بھی رد کر دیئے جائیں گے ۔

پیغمبر اسلامؐ نے یہ بھی فرمایا :

لِكُلِّ شَيْءٍ وَجْهٌ، وَجْهُ دِيْنِكُمُ الصَّلٰوةُ فَلاَ يَشِيْنَنَ اَحَدُكُمْ وَجْهَ دِيْنِهٖ نہج الفصاحہ

"ہر چیز کا چہرہ ہوتا ہے تمہارے دین کا چہرہ نماز ہے خدا نہ کرے تم میں سے کوئی اپنے دین کے چہرے کو بگاڑ دے،،

حضرت علیؑ نے فرمایا:

فَرَضَ اللّٰهُ الْاِيْمَانَ تَطْهِيْراً مِنَ الشِّرْكِ وَالصَّلٰوةَ تَنْزِيهاً عَنِ الْكِبْرِ نہج البلاغہ

"خدا نے ایمان کو شرک سے بچنے کے لئے اور نماز کو تکبر سے دور رکھنے کے لئے واجب کیا ہے،، بہرحال یہ تھا اہمیت نماز اور کیوں نماز پڑھیں کی سرخی کا مختصر جواب

# نماز یاد خدا

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِی سورہ طٰہٰ آیہ ۱۴ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْکَرِ سورہ عنکبوت آیہ ۴۵

"میری یاد کے لئے نماز پڑھو بے شک نماز بے حیائی اور
برے کاموں سے باز رکھتی ہے"

کلمہ "انسان" نسیان سے مشتق ہے جس کے معنی بھولنے کے ہیں اور انسان آدمی کے ناموں میں سے ایک نام ہے ۔ چونکہ انسان بہت بھولنے والا ہے اسی لئے اس کو ہمیشہ یاددہانی کی ضرورت ہے تاکہ یاددہانیوں کے ذریعہ اپنے نفس سرکش اور حیوانی عادتوں کو قابو میں رہ سکے

یہ نماز ہے کہ انسان کو اللہ اور روز محشر کی یاد دلاتی ہے اور اس طرح انسان کو برائیوں سے دور رکھتی ہے ۔

نماز اخلاقی و انسانی فضائل کو انسان کے اندر اجاگر ——— اور بے نمازی کو اخلاق الٰہی کے سانچے میں ڈھالتی ہے ۔ اس لئے اگر کوئی خدا کو حاضر و ناظر رکھتا ہو اور اس کی نشانیوں میں غور و فکر کرتے ہوئے اس کی طرف متوجہ ہو تو ایسے انسان کا دل ہمیشہ مطمئن رہتا ہے اور اسے حوادث زمانہ کی پرواہ نہیں رہتی ۔

قرآن مجید یاد خدا کو اطمینان قلب کی بنیاد بتاتے ہوئے کہتا ہے :

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ سورہ رعد آیہ ۲۸

"یاد رکھو کہ خدا کی یاد سے دلوں کو تسلی ہوا کرتی ہے"

یہ بات طے شدہ ہے کہ جو آدمی نماز کو اطمینان قلب اور اخلاق الٰہی و انسانی کے ساتھ ادا کرتا ہے وہ مقصد تک پہنچتا ہے ورنہ ہو سکتا ہے کہ نمازی کے دل سے یاد خدا و

ذکرالٰہی ختم ہو جائے ۔

نامناسب نہیں ہوگا کہ ہم ان لوگوں کو جو نمازی ہو کر فوائد نماز سے محروم ہیں انھیں اس بات کی طرف متوجہ کریں کہ

لاٗ صَلٰوۃَ اِلاّٗ بِحُضُورِ الْقَلْبِ

"لوگو! حضور قلب کے بغیر نماز نہیں ہے"

نماز ایسی ہونا چاہیئے جو خدا کو یاد کرائے پھر کہیں جا کر موثر ہو سکتی ہے ۔

نماز کا مطلب دل سے متوجہ ہونا ہے لہٰذا یہ مسئلہ ہمیشہ مدنظر ہونا چاہیئے یعنی نماز میں تذکر دیاد دہانی کا پہلو ہمیشہ زندہ رکھنا چاہیئے اور اس طرح نماز کو موثر و مفید بنانا چاہیئے —

رسول خداؐ نے یہ نہیں فرمایا

اَلاّٗ بِحُضُورِ الذِّهن تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ

لوگو! حضور ذہن —— قلب کو اطمنان بخشتا ہے بلکہ یہ فرمایا کہ حضور قلب اطمنان بخشتا ہے لہذا اگر نماز غفلت میں ہو پھر کچھ نہیں ۔

شاعر نے کیا اچھی بات کہی ہے ؎

ہرچہ بگند دنمکش می زنند
وای بہ روزی کہ بگند نمک

یہ نماز ہے جو نمازی کو زندہ کرتی ہے        چونکہ نماز اس خدا سے متصل کر دیتی ہے جو حیات کامل وحقیقی عطا کرنے والا ہے لہذا اس طرح یہ نماز انسان کو زندہ کر دیتی ہے لہذا اگر نماز خداوند کریم سے اتصال حقیقی کے بغیر پڑھی جائے تو نمازی اس کے باوجود مردہ ہے یہ نماز کوئی قدر و قیمت نہیں رکھتی اور بے معنی و مفہوم نشست و برخواست کے علاوہ کچھ نہیں اسی لئے نماز پڑھتے وقت بات کرنا، ادھر ادھر دیکھنا، افعال نماز کے علاوہ کچھ اور کرنے سے روکا گیا ہے ۔

رسول خداؐ نے ایک شخص کو حالت نماز میں ہاتھوں سے کھیلتے ہوئے دیکھ کر فرمایا:

"اگر اس کے قلب میں خضوع وخشوع ہوتا تو اعضا میں بھی اس کے

اثرات پائے جاتے، چونکہ قلب سلطان اعضا ہے اور وہ
خاشع وخاضع نہیں ہے لہذا وہ نماز کی حالت میں اپنے ہاتھوں
سے کھیل رہا ہے "

یعنی قلب حاکم ہے اور اعضائے بدن، ہاتھ، پیر و آنکھیں اس کی تابع ہیں، لہذا اگر قلب متاثر نہ ہو تو یقیناً اعضا بدن اس کے تابع نہیں ہوں گے۔ لہذا کبھی نمازی نماز کی حالت میں پہلو بدلتا ہے، کبھی مشکل مسئلہ کو حل کرتا ہے اور کبھی اسی حالت میں کوئی بھولی ہوئی چیز یاد آجاتی ہے۔ ان ساری غفلتوں کے بعد نمازی چاہتا ہے کہ نماز اس کو سدھار دے یہ کیسے ہو سکتا ہے؟

## نماز دنیا و آخرت کو سنوارنے والی ہے

ہر نماز میں سورۂ حمد کے واجب ہونے سے یہ واضح ہے کہ نماز انفرادی و اجتماعی طور پر بھی سب کو سدھارنے والی اور ہر ایک کے لئے فائدہ مند ہے۔ اور اس کی اچھائیوں کے اثرات خود انسان کے لئے ہیں اور دنیا و آخرت میں اسی کے لئے ظاہر ہوں گے جیسا کہ ابتداء کی آیت میں اس بات کا ذکر ہے، نماز نہ فقط دنیا کو سنوارنے والی ہے بلکہ آخرت میں بھی کام آئے گی۔ اسی سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ سورہ حمد کی آخری تین آیتوں کے علاوہ کسی بھی آیت میں خدا سے خطاب نہیں کیا گیا ہے یہ اس کی دلیل ہے کہ نماز کا زیادہ فائدہ خود انسان کے لئے ہے خدا کے لئے نہیں۔ اور یہ نمازی ہے جو نماز کے ذریعہ عملی و اخلاقی، دنیوی و اخروی نعمتوں سے فائدہ حاصل کرتا ہے ——————

اب تک کی گفتگو نماز کی حقیقت و اہمیت و فائدے اور اس کے اثرات سے متعلق تھی۔

ہم کو یہ فرصت نصیب ہوئی ہے کہ ہم اصل نماز کا ذکر کریں اور نماز کے کچھ اسرار نہفتہ اور اس پیغام سے آشنا ہوں تاکہ ہماری نمازوں میں نئی روح پیدا ہو اور اس بزرگ عبادت سے روز بروز زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھا سکیں۔

# مقدمات نماز

نماز پڑھنے سے پہلے نمازی کا جسم و لباس طاہر و پاکیزہ ہونا چاہیئے اور توضیح المسائل میں بیان کئے گئے طریقے سے وضو، غسل یا تیمم کرنا چاہیئے۔

نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط وضو کرنا ہے۔ وضو نماز شروع کرنے کی اجازت ہے اور روحانی و معنوی حدود میں داخل ہونے کا زینہ ہے۔ اس کے بغیر نماز باطل ہے۔

امام جعفر علیہ السلام وضو کے بارے میں فرماتے ہیں

لاَ صَلوٰةَ اِلاَّ بِطَهُور

"نماز بغیر طہارت کے نہیں ہے"

امام رضا علیہ السلام فرماتے ہیں

"پروردگار کے سامنے جب کوئی عبادت کے لئے کھڑا ہوا سے پاک ہونا چاہیئے، سستی، بے کیفی و کاہلی سے دور رہنا چاہیئے، باوضو ہو کر دل کو خداوند کریم کے سامنے کھڑے ہونے کے لئے آمادہ کرنا چاہیئے"

درحقیقت وضو خدا کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے لئے ایک قسم کی آمادگی ہے جسے نمازی انجام دیتا ہے، دوسری طرف طبی نقطۂ نظر سے بھی ہاتھ و چہرے کو روزآنہ کئی بار دھونے سے گرد و غبار و جراثیم جو چہرے پر پیدا ہو جاتے ہیں دور ہو جاتے ہیں۔

خدا اس سے کہیں بزرگ ہے کہ اپنے بندوں کو بے کار حکم دے بلکہ اس کا ایک مقصد ہوتا ہے جس میں ہمارا فائدہ پوشیدہ ہے۔

خداوند عالم فرماتا ہے:

مَا يُرِيدُ اللّٰهُ لِيَجْعَلَ عَلَيْكُمْ مِنْ حَرَجٍ وَلٰكِن يُرِيدُ لِيُطَهِّرَكُم وَلِيُتِمَّ نِعْمَتَهُ عَلَيْكُمْ ۔ سورہ مائدہ آیۃ ۶

"اللہ یہ نہیں چاہتا کہ تم مبتلائے زحمت ہو بلکہ وہ یہ چاہتا ہے کہ کہ تم کو پاک کرے اور اپنی نعمت تم پر پورا کرے۔

## ہاتھ، منہ اور ناک کا دھونا:

وضو شروع کرنے سے پہلے اپنے ہاتھوں کو دھولیں تاکہ روزمرہ کی نجاست اس سے دور ہو جائے اور اس کے بعد کلی کریں اور ناک میں پانی ڈال کر دھوئیں یہ طے شدہ بات ہے کہ ناک میں پانی ڈالنے کے بہت سے فائدے بیان کئے گئے ہیں۔

## چہرے کا دھونا:

چہرے کو پیشانی کے اوپر سر کے بالوں کے اگنے کی جگہ سے ٹھڈی تک اور چوڑائی میں انگوٹھے اور درمیانی انگلی کے درمیان چہرے کا جو حصہ آجائے اس کا دھونا واجب ہے۔

قرآن مجید اس بارے میں فرماتا ہے:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ سورہ مائدہ آیۃ ۶

"اے ایمان لانے والو! جب نماز کے لئے کھڑے ہو تو اپنے چہرے کو دھولو"

## ہاتھوں کا دھونا:

چہرہ دھونے کے بعد پہلے دائیں اور پھر بائیں ہاتھ کو کہنیوں سے لے کر انگلیوں کے سروں تک دھونا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ ہاتھوں کے دھونے کے بارے میں فرماتا ہے

وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ ۔ سورہ مائدہ آیۃ ۶

"اور ہاتھوں کو کہنیوں کے ساتھ دھوؤ"

## سر کا مسح:

دونوں ہاتھوں کے دھولینے کے بعد وضو کے پانی کی تری سے جو کہ ہاتھوں میں رہ گئی ہے سر کے اگلے حصہ کا مسح کرنا چاہیئے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ سر کا مسح صرف

سر کے چمڑے پر کیا جائے بلکہ سر کے اگلے حصہ کے بالوں پر بھی مسح ہو سکتا ہے بشرطیکہ بہت زیادہ لمبے بال نہ ہوں۔ قرآن اس سلسلے میں فرماتا ہے۔

وَامْسَحُوا بِرُؤُسِكُمْ سورۂ مائدہ آیت ۶

"اپنے سر کا مسح کرو"۔

## پیروں کا مسح:

سر کے مسح کے بعد وضو کے پانی کی جو تری ہاتھ میں باقی رہ گئی ہے اس سے پیروں کی کسی انگلی کے سرے سے ٹخنوں تک مسح کریں۔ بہتر یہ ہے کہ پورے پیروں کا مسح پورے ہاتھ کی ہتھیلی سے کیا جائے۔ وہ لوگ اسلام سے کتنے دور ہیں جو کہ پیروں کے پسینہ سے تر ہونے کے باوجود وضو کرتے ہیں اور نماز جماعت کی صفوں میں کھڑے ہوتے ہیں اور فرش و لوگوں کے سجدہ کی جگہ کو آلودہ کرتے ہیں۔

قرآن مجید پیروں کے مسح کے سلسلہ میں کہتا ہے۔

وَاَرْجُلَكُمْ اِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ سورۂ مائدہ آیت ۶

"اپنے پیروں کا ٹخنوں تک مسح کرو"

## نمازی کا لباس اور نماز پڑھنے کی جگہ

وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ "اپنے لباس کو پاک کرو" سورۂ مدثر آیت ۴

نمازی کو چاہیئے کہ اپنے بدن کو بھی چھپائے۔ عورتوں کے لئے ہاتھ کلائی تک چہرہ اور پیروں کو ٹخنوں تک چھوڑ کر پورے جسم کا چھپانا واجب ہے۔ مردوں کو عورتین کا چھپانا ضروری ہے۔

نمازی کو صاف ستھرا سفید و معطر لباس زیب تن کرنا چاہیئے اس لئے کہ انسان پاک و صاف لباس پہننے سے قابل احترام ہو جاتا ہے اور خود اس کے مودّب ہونے کی علامت ہے جس طرح ہم بزرگ شخصیتوں سے ملاقات کے وقت صاف و ستھرا لباس پہنتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں لہٰذا یہی مناسب ہے کہ خدائے بزرگ کی بارگاہ میں جانے کے لئے اور

اس خدا کی نماز پڑھنے کے لئے جو کہ تمام بادشاہوں کا بادشاہ ہے، عمدہ اور پاکیزہ لباس پہنا چاہئے اور خوشبو لگانا خود کو مودب و باوقار بنانا چاہئے ۔

اسی طرف قرآن کریم نے حکم دیا ہے

يَا بَنِي آدَمَ خُذُوا زِينَتَكُمْ عِنْدَ كُلِّ مَسْجِدٍ ۔ سورۂ اعراف آیۃ ۳۱

"اے اولاد آدم نماز کے وقت زینت کر لیا کرو"

نمازی کا لباس اور نماز پڑھنے کی جگہ پاک ہونے کے ساتھ ساتھ مباح ہو غصبی نہ ہو ۔ خالص ریشمی و سونے کے تاروں سے بنا ہوا لباس و سونے کی انگوٹھی یا چھلا پہننا مردوں کے لئے حرام ہے ۔

# وقت کی پہچان

نماز کی شرطوں میں سے ایک شرط وقت نماز کا پہچاننا ہے ۔ نمازی کو نماز پنجگانہ کی ہر نماز کے وقت معین کو جاننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے ۔

**نماز صبح :** نماز صبح دو رکعت ہے اور اس کا وقت صبح صادق سے لے کر طلوع آفتاب تک ہے ۔

**نماز ظہر :** نماز ظہر چار رکعت ہے اور اس کا وقت زوال آفتاب سے غروب آفتاب تک ہے ۔

**نماز عصر :** نماز عصر چار رکعت ہے اور اس کا وقت نماز ظہر کے اول وقت کے بعد سے غروب آفتاب تک باقی رہتا ہے ۔

**نماز مغرب :** نماز مغرب تین رکعت ہے اور اس کا وقت اذان مغرب سے شروع ہو کر جب سے نماز عشا کا آخر کوقت شروع ہوتا ہے اس وقت تک رہتا ہے ۔

(مغرب اس وقت کو کہتے ہیں کہ غروب آفتاب کے بعد مشرقی افق پر ظاہر ہونے والی سرخی ختم ہو جائے ۔)

## نماز عشا :

نماز عشا ، چار رکعت ہے اور اس کا وقت اول وقت مغرب کے بعد سے آدھی رات تک ہے ۔

# قبلہ

قبلہ کی طرف رخ کر کے کھڑے ہونے کا مقصد دنیا کے مسلمانوں کے درمیان اتحاد پیدا کرنا ہے تا کہ ایک ساتھ سب کی توجہ ایک نقطہ کی طرف ہو جائے ۔ قبلہ مسلمانوں کی یگانگی و اتحاد کی علامت ہے نہ صرف نماز میں بلکہ دعا ، قربانی ، سر مڈوانے ، بیٹھنے ، کھانے سونے اور دفن کرنے جیسے مواقع پر اس کی طرف رخ کہیں واجب اور کہیں مستحب ہے یہ ایک ایسا سبق ہے جو ہماری توجہ کو پوری زندگی میں خانۂ خدا ، خانۂ محبوب اور خدا کی طرف موڑ دیتا ہے اور انسان کے کمال کی علامت ہے تا کہ پتہ چلے کہ ہر صورت میں یہ خدا کی طرف متوجہ ہے یہاں تک کہ مرنے کے بعد بھی اس کا لحاظ کیا جاتا ہے اور مردے کو قبر میں رو بقبلہ لٹایا جاتا ہے ۔

بہر حال خدا اپنے گھر کو انسانوں کا قبلہ قرار دے کر مسلمانوں کو اپنی طرف متوجہ اور متحد کرنا چاہتا ہے ارشاد ہے ۔

وَمِنْ حَيْثُ خَرَجْتَ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ
وَحَيْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوا وُجُوهَكُمْ شَطْرَهُ - سورہ بقرہ آیۃ ۱۵۰

"اور جس طرح سے تم نکلو اپنا منھ مسجد الحرام کی طرف کر لیا کرو
اور جہاں کہیں بھی تم ہو اسی کی طرف اپنا رخ کیا کرو"

## اذان :

توحید کا اعلان اور لوگوں کو بلانے اور نماز کو باہم مل کر ادا کرنے کی علامت اور

اسلام کے بہترین اور موثر شعار میں ہے۔

اذان میں تکبیر، توحید، رسالت و ولایت امیرالمومنین علی ابن ابیطالب علیہ السلام کی گواہی ہے اور لوگوں کو نماز کی طرف جلدی آنے کی دعوت ہے۔

اذان خیالی خداؤں کے خلاف اعلان جنگ اور سکوت کو توڑنے اور اسلام کے فائدے کی علامت اور دین خدا کی طرفداری کا اعلان ہے۔

جی ہاں ——— اذان عبادت و نماز کے قریب آجانے کی اطلاع دینا ہے اور اچھے کردار اور حق کی طرف دعوت دینا ہے، اسلام میں موذن کو خاص احترام حاصل ہے اور وہ قیامت میں بھی سرفراز رہے گا۔ بلال حبشی نے اذان کہنے کا شرف حاصل کیا اور اس طرح ان کا رتبہ بلند ہو گیا۔

موذن قبلہ کی طرف رخ کر کے اپنے ہاتھوں کو کان کے پاس لے جا کر اس طرح اذان کہتا ہے۔

| | | |
|---|---|---|
| اَللّٰہُ اَکبَر | اللہ سب سے بڑا ہے۔ | چار ۴ مرتبہ |
| اَشہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ | میں گواہی دیتا ہوں اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں۔ | دو ۲ مرتبہ |
| اَشہَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰہ | میں گواہی دیتا ہوں محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ | دو ۲ مرتبہ |
| اَشہَدُ اَنَّ عَلِیّاً وَلِیُّ اللّٰہ | میں گواہی دیتا ہوں علیؑ ولی خدا ہیں۔ | دو ۲ مرتبہ |
| حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ | نماز کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ | دو ۲ مرتبہ |
| حَیَّ عَلَی الْفَلَاح | کامیابی کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ | دو ۲ مرتبہ |
| حَیَّ عَلٰی خَیرِ الْعَمَل | اچھے عمل کے لئے آمادہ ہو جاؤ۔ | دو ۲ مرتبہ |
| اَللّٰہُ اَکبَر | اللہ سب سے بڑا ہے۔ | دو ۲ مرتبہ |
| لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ | اللہ کے علاوہ کوئی خدا نہیں۔ | دو ۲ مرتبہ |

## اقامت:

اذان کہنے کے بعد اقامت کہہ کر خود کو نماز کے لئے آمادہ کرتے ہیں۔

| | | | |
|---|---|---|---|
| اَللّٰہُ اَکبَر | دو ۲ مرتبہ | اَشہَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ | دو ۲ مرتبہ |
| اَشہَدُ اَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللّٰہ | دو ۲ مرتبہ | اَشہَدُ اَنَّ عَلِیّاً وَلِیُّ اللّٰہ | دو ۲ مرتبہ |

| | | | |
|---|---|---|---|
| حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ | دو مرتبہ | حَیَّ عَلَی الْفَلَاح | دو مرتبہ |
| حَیَّ عَلٰی خَیْرِ الْعَمَلْ | دو مرتبہ | قَدْ قَامَۃِ الصَّلٰوۃ | دو مرتبہ |
| اَللّٰہُ اَکْبَر | دو مرتبہ | لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ | ایک مرتبہ |

**نیت:** نماز شروع کرنے کے لئے پہلے نیت کرنا چاہیئے، یعنی قصد کرے کہ نماز معین کو خدا کے قریب ہونے کے لئے پڑھ رہا ہوں۔

نماز میں نیت کا مفہوم یہ ہے کہ نمازی یہ قصد کرے کہ نماز کو رضائے خدا اور اس سے قریب ہونے کے لئے پڑھ رہا ہے اور سوائے فرمان خدا کو انجام دینے کے کوئی اور مقصد نہیں رکھتا۔ نیت تمام عبادتوں کی اصل ہے۔ حضرت علیؑ کے ارشاد کے مطابق

اَلنِّیَّۃُ اَسَاسُ الْعَمَلْ

"نیت عمل کی بنیاد ہے"

نیت ارکان نماز سے ہے۔

پوری نماز میں نمازی کو اس بات پر توجہ رکھنی چاہیئے اور مادی و فاسد اور نیتیں بے فائدہ ہیں۔

نیت اعمال کے قبول ہونے کی شرط ہے۔ اگر ہماری عبادتوں میں نیت خالص نہ ہو تو پھر خدا سے اس کی جزا کا انتظار نہیں کرنا چاہیئے خدا صرف خالص عمل کو قبول کرتا ہے۔ اگر نیت خالص اور خدا کے لئے ہو تو مختصر عمل بھی بہت زیادہ فائدہ مند ہے۔ لیکن اگر نیت بُری ہو اور غیر خدا کے لئے ہو تو چاہے جتنے اعمال ہوں نہ ان کا کوئی فائدہ ہے نہ ان کی کوئی قدر و قیمت ہے۔ اس لئے لازم ہے کہ ہماری نماز و عبادت کا مقصد صرف خدا ہو لوگ نہ نہ ہوں اس لئے کہ خدا کی رضامندی لوگوں کی پسند سے زیادہ قیمتی ہے۔

**تکبیرۃ الاحرام:** وَرَبَّکَ فَکَبِّرْ سورۂ مدثر آیۃ ۳

"اور اپنے پروردگار کی بڑائی بیان کرو"

تکبیرۃ الاحرام سے نماز کو شروع کریں گے اور ہاتھوں کو کانوں کے پاس لے جا کر اللہ اکبر، کہیں گے۔ اللہ اکبر کہنے کے بعد نماز شروع ہو جاتی ہے۔

نماز میں خدا کے علاوہ ہر چیز کو دل سے نکال دینا چاہیئے اور خدا کے علاوہ کسی اور کی طرف دھیان نہ دیں اور عظمت و بزرگی، قدرت و رحمت خدا کے علاوہ کسی دوسری طرف توجہ نہ دیں۔ اس لئے کہ وہ سب سے بڑا ہے، وہ اس سے کہیں عظیم ہے کہ ہم اس کی صفتوں سے بیان کر سکیں اور جو کچھ ہم کہہ سکتے ہیں سوچ سکتے ہیں اس سے بھی بلند و بالا ہے وہ ہر چیز سے بلند و برتر ہے اور اس کی بزرگی میں کوئی کلام نہیں ہے اللہ اکبر

تکبیرۃ الاحرام کہنے کے بعد ہاتھ کو زانوں پر رکھیں۔ تکبیر کے بعد ہم اپنے کو حریم الٰہی میں داخل کر دیتے ہیں کہ ہماری پوری توجہ صرف خدا کی طرف ہے اور بڑے احترام کے ساتھ خدا کی عظمت و بزرگی میں غرق ہو جاتے ہیں۔

**نماز میں مندرجہ ذیل عمل سے پرہیز کریں:**

---

۱۔ کھانا، پینا۔ ۲۔ قہقہہ لگانا۔

۳۔ ایسا کام کرنا کہ انسان نماز کی حالت سے خارج ہو جائے۔ ۴۔ بات کرنا۔ گفتگو کرنا

۵۔ دائیں بائیں مڑنا۔ ۶۔ دنیاوی کاموں کے لئے آواز سے رونا۔

۷۔ جان بوجھ کر نماز میں کسی چیز کا کم کرنا۔ ۸۔ ارکان نماز میں رکن کا گھٹانا بڑھانا عمداً ہو چاہے سہواً۔

تکبیرۃ الاحرام کے بعد ہاتھوں کو نیچے لائیں گے اور سورۂ حمد کو توجہ کے ساتھ شروع کریں

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو رحمٰن و رحیم ہے۔

الحمد للہ رب العالمین — تمام تعریفیں عالمین کے رب کے لئے ہیں۔

الرحمٰن الرحیم — جو رحمٰن و رحیم ہے۔

مالک یوم الدین — روز حساب کا مالک ہے۔

| | |
|---|---|
| اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ | صرف تیری عبادت کرتا ہوں اور صرف تجھ سے مدد چاہتا ہوں |
| اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْم | ہم لوگوں کو سیدھے راستے پر باقی رکھ ۔ |
| صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ | ان کے راستے پر جن پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کیں ۔ |
| غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ | نہ اُن کے راستے پر جن پر تو نے غضب نازل کیا ۔ |
| وَلَا الضَّآلِّیْن | اور نہ گمراہوں کے جادہ پر |

سورۂ حمد جو کہ قرآن کا پہلا سورہ ہے اس کے پڑھنے کے بعد قرآن کے سوروں سے کوئی ایک سورہ جو کہ ہمارے حالات سے مناسبت رکھتا ہو توجہ کے ساتھ پڑھیں ۔ قرآن سرچشمۂ رحمت و ہدایت اور انفرادی و اجتماعی علاج ہے ۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

رحمٰن و رحیم خدا کے نام سے شروع کرتا ہوں

| | |
|---|---|
| قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ | اے رسول تم کہو کہ وہ اللہ ایک ہے ۔ |
| اَللّٰہُ الصَّمَدُ | اللہ بے نیاز ہے ۔ |
| لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُوْلَدْ | نہ وہ کسی کا والد ہے اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا ۔ |
| وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ | اور نہ کوئی اس کا ہمسر ہے ۔ |

## رکوع :

حمد و سورہ کے ختم ہونے کے بعد سر کو رکوع میں جھکائیں یہاں تک کہ ہاتھوں کو زانو پر رکھیں اور عظمت و جلالت خدا کو نظر میں رکھ کر کہیں ۔

| | |
|---|---|
| سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ وَبِحَمْدِہٖ | بابرکت ہے ہمارا خدا جو بزرگ ہے اور ساری تعریفیں اسی کی ہیں |
| یا- سُبْحَانَ اللّٰہ، سُبْحَانَ اللّٰہ، سُبْحَانَ اللّٰہ | بابرکت ہے ہمارا عظیم خدا ۔ |

یہ جملہ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّکَ الْعَظِیْم "تم اپنے عظمت والے خدا کے نام کی تسبیح پڑھو" سے لیا گیا ہے ۔ نمازی جب یہ جملہ ادا کرتا ہے دوبارہ توحید و یگانہ پرستی کے شعار کو دہراتا ہے اور کہتا ہے ۔

پالنے والے صرف تیری رحمت ہے جو مجھے تیرے سامنے جھکنے

پر مجبور کرتی ہے، تیرے علاوہ کسی چیز کے لئے مجھے جو تونے سربلندی
دی ہے وہ سر جھک نہیں سکتا، سبھی طبیعی وانسانی قدرتوں کے
سامنے اپنا سربلند رکھتا ہوں آزادی فکر، بلندی قامت جو
تونے مجھے عطا کی ہے اس کو میں کسی بھی فطری وطبعی طاقت کے
سامنے جھکنے نہیں دیتا ——————

سچا مسلمان وہی ہے جو صاحب قدرت وثروت ومقام اوان سبھی چیزوں کے سامنے اپنا سربلند رکھتا ہے اور کبھی کسی کی تعظیم نہیں کرتا اور ایسا انسان قیامت تک سربلند لوگوں میں رہتا ہے۔ تاریخ کا دائمی کردار بن کے رہتا ہے صرف خداوند عالم کی عظمت وسربلندی کے سامنے سر جھکاتا ہے، یہاں پر قرآن کہتا ہے۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا ارْكَعُوا

,اے ایمان لانے والو رکوع کرو،،
اس کے بعد سر کو رکوع سے اٹھا کر کہتا ہے

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ جو خدا کی حمد وثنا کرے خدا اس کو سنتا ہے۔

**سجدہ:** اس کے معنی دوبارہ خدا کی عظمت وکمال کے سامنے خضوع وخشوع کے ساتھ خاک پر سجدہ کرنا ہے۔ سجدے میں بدن کے سات اعضا یعنی (پیشانی، دو ہاتھ کی ہتھیلی دو زانو اور پیر کے انگوٹھے کے سرے) کا زمین پر رکھنا ضروری ہے

سجدہ دوبارہ زبان تعریف خدا میں گویا ہوتی ہے سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلٰى وَبِحَمْدِهٖ
,میں اپنے بزرگ خدا کی تسبیح کرتا ہوں اس کی حمد کے ساتھ۔

سجدے میں پیشانی کو خاک یا پتھر یا خاک کے علاوہ زمین سے اگی ہوئی دوسری چیز پر رکھیں بشرطیکہ کھانے یا پینے میں استعمال نہ ہوتی ہو۔

سجدگاہ جو ہمارے درمیان رائج ہے حقیقت میں مٹی کا پاک ٹکڑا ہے جسے ہم اپنے پاس رکھتے ہیں تاکہ اس پر سجدہ کرسکیں۔

یہ جملہ اس آیت سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الأَعْلىٰ سورہ اعلیٰ آیۃ ۱ "اپنے بزرگ خدا کی تسبیح کرو" سے اقتباس ہے ۔ یا اس ذکر کے علاوہ تین بار کہہ سکتے ہیں ۔

سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ، سُبْحَانَ اللّٰہِ "خدا کی تسبیح کرتا ہوں خدا کی تسبیح کرتا ہوں خدا کی تسبیح کرتا ہوں"

نمازی سجدے کی حالت میں اس جملے سے کامل خضوع و خشوع کا بہترین نمونہ ہے ۔ دوبارہ شعار توحید و یگانہ پرستی کو دھراتا ہے اور کہتا ہے ۔

"دوسرے لوگ غیر خدا صاحبان ثروت و صاحبان قدرت کے سامنے سجدہ ریز ہوتے ہیں لیکن میں ایک مسلمان ہوں صرف اس خدا کے سامنے سجدہ ریز ہوتا ہوں جس کی خدائی سب سے بڑی ہے اور کبھی بھی کسی چیز کا سوائے اس خدا کے سجدہ نہیں کروں گا" ۔

اس کے بعد سجدے سے سر اٹھائے اور بیٹھ کر "اللہ اکبر" کہتا ہے اور پھر دوبارہ سجدہ میں جاتا ہے اور دوسرے سجدہ کو ادا کرتا ہے اور اس کے بعد سجدہ سے سر اٹھا کر بیٹھتا ہے

**رکعت:** سورہ حمد پڑھنے سے یہاں تک ایک رکعت نماز کہی جاتی ہے چونکہ اس میں ایک رکوع ہے ۔

**سجدوں کے راز:** امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے سوال کیا گیا کہ نماز میں دو سجدہ کیوں ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا:

"نمازی جب سجدہ اول کے لئے خاک پر پیشانی رکھتا ہے تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ مٹی سے پیدا ہوا ہے اور جب سر کو سجدے سے اٹھاتا ہے تو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ زمین سے آیا ہے ۔ دوسرا سجدہ اس بات کی علامت ہے کہ دوبارہ زمین میں جائے گا اور مٹی میں بدل جائے گا جب دوبارہ سجدہ سے سر اٹھاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے

۱۔ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ "اے رسول آپ پر سلام ہو اور خدا کی رحمت و برکت آپ پر نازل ہو۔"

۲۔ اَلسَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصّٰلِحِيْنَ ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر سلامتی ہو۔

۳۔ اَلسَّلاَمُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ تم پر اللہ کی سلامتی اور رحمت و برکت نازل ہو۔

یہاں پر نماز تمام ہو جاتی ہے لیکن جیسا کہ آپ نے اصل نماز میں پڑھا حمد اور سورہ کی شرح کو میں نے نہیں لکھا اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے پیش نظر یہ بات ہے کہ ہم اس کتاب کے دوسرے حصہ میں سورہ حمد اور دوسرے سورہ کے بارے میں جو زیادہ غور و فکر کی محتاج ہے اور سورہ حمد جو عنوان قرآن ہے اس کو اس دوسرے حصہ میں بیان کریں۔ دوسرا حصہ ایک سادہ اور آسان سی شرح پر مشتمل ہے تاکہ اس سے مفاہیم نماز زیادہ واضح ہو سکیں اور حضور قلب اور توجہ جو نمازی کے لئے مطلوب ہے ان سطروں کو پڑھ کر اسے اجمالی طور پر حاصل ہو سکے۔

سورۂ حمد سے اجمالی آشنائی حاصل ہو جانے کے بعد نماز پڑھنے کا راز سمجھ سکتے ہیں اور جب مفہوم نماز سے آشنا ہو جائیں گے تو یہ بات یقینی طور سے واضح ہو جائے گی کہ ہم کس سے بات کر رہے ہیں اور ہم کس سے محو گفتگو ہے۔

اور اس وقت حضور قلب بھی حاصل ہو سکے گا جو نہایت ضروری ہے کیونکہ حدیث میں آیا ہے کہ:

لاٰ صَلوٰةَ اِلاَّ بِحُضُورِ الْقَلْبِ

"حضور قلب کے بغیر نماز، نماز نہیں رہتی۔"

# نماز میں بسم اللہ کی اہمیت

نماز سے زیادہ فائدہ حاصل کرنے کے لئے نماز کے معنی کی طرف توجہ دینا چاہیئے اور یہ سمجھنا چاہیئے کہ ان دعاؤں اور افعال سے کیا مراد ہے ۔ تکبیرالاحرام کے بعد بسم اللہ کے ساتھ سورۂ حمد پڑھنا چاہیئے اکثر اہل تسنن کا یا اعتقاد ہے کہ بسم اللہ سورہ کا جز نہیں ہے لہذا وہ لوگ سورہ حمد کو بغیر بسم اللہ کے پڑھتے ہیں، آئمہ اہلبیت علیہم السلام کی روایات میں بسم اللہ سے نہ شروع کرنے والوں کی بہت سرزنش اور مذمت کی گئی ہے ان ہی روایات میں سے یہ ہے کہ

"ہر کام بسم اللہ سے شروع کرنا چاہیئے خواہ اشعار ہی کیوں نہ پڑھ رہا ہو"

کچھ جگہوں پر بسم اللہ کہنا واجب ہے ان میں سے جانوروں کو ذبح کرنے کے لئے اگر جانور کو ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر بسم اللہ نہ کہیں تو اس جانور کا گوشت حرام ہے ۔

ہماری زندگی میں بسم اللہ کی جو اہمیت اور تاثیر ہے اس کو اجاگر کرنے کے لئے اس نکتہ پر توجہ کرنا چاہیئے ۔ انسان کے اختیاری کاموں کی بنیاد اس کی فکر اور اس کا عقیدہ ہے خاص فکر و عقیدہ کے تحت انجام پانے والا ہر کام اس عقیدے کی علامت ہے ۔

توحید پرست جو کہ خدائے یکتا پر ایمان رکھتا ہے اور ہر چیز کو خدا کا محتاج جانتا ہے کسی چیز کی اہمیت کا مستقلاً قائل نہیں ہے ۔ نہ اپنے لئے اور نہ دوسروں کے لئے، اس لئے وہ اپنے تمام کام خدا کے لئے اور خدا کے نام سے انجام دیتا ہے اور اس طرح وہ اپنے کاموں کو خدائی رنگ دیتا ہے ۔ ہر کام کے شروع میں بسم اللہ کہنا اس کام پر خدا کی مہر لگانا ہے اور اس کو خدائی رنگ دینا ہے ۔ جو کام خدا کے نام سے شروع ہو وہ خدا سے ارتباط پیدا کرتا ہے اگر ہم کسی کام کو خدا سے مربوط کریں گے تو وہ خدا سے جتنا مربوط ہوگا اتنا ہی اس کی اہمیت مناسب و دائمی ہوگی ۔ اور جو چیز خدا سے مربوط نہ ہو وہ باطل اور بے کار ہے ۔

## بسم اللہ کے معنی کی توضیح:

اللہ ۔ الرحمٰن ۔ الرحیم ۔

یہ سب خدا کے نام ہیں ، رحمٰن و رحیم دونوں کے تقریباً ایک ہی معنی ہیں ۔ رحمٰن و رحیم میں صرف فرق یہ ہے کہ لفظ رحمٰن خدا کے لئے مخصوص ہے ایک فرق یہ ہے کہ خدا مومن و کافر دونوں کے لئے رحمٰن ہے لیکن رحیم صرف مومنین کے لئے ہے ۔

دوسرا فرق یہ ہے کہ رحمٰن دنیا و آخرت دونوں کے لئے ہے لیکن رحیم آخرت کے لئے مخصوص ہے ۔ لیکن اگر انسان ان آیتوں سے خدا کے ان ناموں اور صفتوں سے فائدہ اٹھانا چاہے تو انسان کوشش کرکے یہ ان صفات و اخلاق الٰہی کو اپنے اندر پیدا کرے ۔ اگر انسان خدا کے صفات سے مشابہت پیدا کرنا چاہتا ہے اسے چاہئیے کہ تمام ذی حیات پر مہربان ہو اور کسی پر ظلم نہ کرے ۔

## سورۂ حمد کی تفسیر:

اَلحمدُ للہ ربِّ العالمین

"تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں جو عالمین کا پالنے والا ہے "

کلمہ الحمد اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ تمام تعریفیں خدا کے لئے ہیں اور جب کوئی اچھا کام انجام دے خدا کی حمد کرنا چاہیئے ۔ ایک اچھے کام کو کرنے کے لئے لاکھوں شرطیں ہیں تاکہ اس کام کو انجام دے سکے اور وہ بھی نعمت خدا ہیں مثلاً اصل وجود ، زندگی ، عقل ، جسمانی توانائی یہ سب خدا کی نعمتیں ہیں بس ساری اچھائیاں خدا کی ہیں ۔

بعض دعاؤں میں ہم پڑھتے ہیں کہ اگر ہم ساری عمر صرف خدا کی نعمت کا شکریہ ادا کرنا چاہیں تو نہیں کر سکتے اس لئے کہ الحمد اللہ کہنے کے لئے ایک شکریہ لازم ہے اور اس شکریہ کے لئے بھی دوسرا شکریہ لازم ہے اور اسی طرح ہر وقت لاکھوں نعمتوں میں ڈوبے ہوئے ہیں ہر اچھائی جو کہ ہم کو ملتی ہے وہ خدا ہی کی طرف سے ہے جس پر ہم تصرف کر رہے ہیں چونکہ اس کا ذریعہ خدا نے فراہم کیا ہے ۔

اَلحمدُ لِلّٰہِ ربِّ العالمین اس کے بعد اس کی چند صفتوں کا بھی ذکر کیا گیا ہے ۔

پہلی صفت یہ ہے کہ خدا تمام عالمین کا پروردگار ہے یہ صفت ان لوگوں کی رد کے

لئے ہے جن کا عقیدہ ہے کہ خدا کے علاوہ بھی کوئی خدا ہے جو دنیا کو چلا رہا ہے اور ہر چیز کا جدا جدا خدا ہے ۔

تدبیر کرنا اور ہر موجود کو درجہ کمال تک پہنچانا صرف خدا کا کام ہے ۔ اور اس کی پرورش ایسی ہی ہے جیسے دانوں کی زمین کے اندر ہوتی ہے اور یہ چیزیں اپنے مخصوص قانون کے مطابق درجہ کمال تک پہنچتی ہیں اور اس تدبیر کو تدبیر تکوینی کہتے ہیں جس میں درختوں یا گیاہوں کا کوئی اختیار ذاتی نہیں ہے ۔

انسان کے لئے بھی اسی طرح کی تدبیر موجود ہے لیکن دوسری تدبیر کا وجود ہے جسے تشریعی کہتے ہیں کہ جس میں انسان کا بھی دخل ہے ، رب یعنی مالک تدبیر کرنے والا پرورش کرنے والا ۔

اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

"مہربان بخشنے والا"

رحمٰن و رحیم کے مفہوم کو بسم اللہ کے ساتھ عرض کر چکے ہیں شاید اس آیت کے تکرار کی وجہ یہ ہو کہ یہ خدا کی پرورش کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ تمام رحمتوں کا سرچشمہ خدا ہے اور خدا کسی بھی مخلوق کا محتاج نہیں ہے اور اپنی نعمتوں کے عوض اپنے لئے کوئی بدلا نہیں چاہتا ۔

موجودات کو پیدا کرنا خود ایک رحمت ہے ، اللہ کی طرف سے روزی دینا اور موجودات کو کامل کرنا بھی ایک طرح کی رحمت ہے اور تمام رحمتیں تمام موجودات پر محیط ہے ، لیکن انسان کو مخصوص رحمت سے نوازا ہے چونکہ اس کو قدرت و اختیار بھی بخشا ہے تاکہ سیدھے راستے کا انتخاب کر سکے ۔

انسان سیدھے راستے کو اختیار کر کے اچھا کام انجام دیتا ہے ان کے اچھے کام کرنے کی وجہ یہ ہے کہ اسے معلوم ہے کہ ہمارے اعمال کے حساب کے لئے ایک دن مقرر ہے یہیں سے مالک یوم الدین کا ارتباط رحمٰن ، رحیم سے ظاہر ہوتا ہے ، خدا نے اپنے رحمٰن ہونے کی وجہ سے تمام موجودات کو پیدا کیا اور رحیم ہونے کی وجہ سے سب کو درجۂ کمال تک پہنچایا ۔

لہذا اگر انسان ایسے عالم کا معتقد ہو گیا تو ہمیشہ حساب کی فکر میں رہے گا اور کوشش کرے گا کہ اپنے ہر قدم ہر چشم زدن اور ہر نفس کی آمد و رفت میں اپنی اخروی زندگی کے لئے ان چیزوں سے استفادہ کرے جو اس کے قبضہ و قدرت میں ہیں اور اس طرح جنت کی نعمتوں سے فیضیاب ہو۔ اس لئے کہ دنیاوی زندگی اخروی زندگی کے مقابلے میں صرف دھوکہ دینے والے اسباب سے زیادہ نہیں ہے اور حقیقی زندگی صرف آخرت کی ہے اگر انسان سمجھ لے۔

وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِیَ الْحَیَوَانُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ سورہ عنکبوت آیۃ ۶۴

"دار آخرت ہی یقیناً ہمیشہ کی زندگی ہے کاش یہ اتنا تو سمجھتے"

## عبادت کی قسمیں:

عبادت کی تین قسمیں ہیں

۱۔ غلاموں کے طرح کی عبادت یہ وہ عبادت ہے جو جہنم کے خوف سے عبادت کرتے ہیں۔

۲۔ تاجروں، سوداگروں کی طرح کی عبادت جو کہ نفع حاصل کرنے کے لئے عبادت کرتے ہیں۔

۳۔ تیسری عبادت کی وہ قسم ہے جو خاصان خدا کی عبادت میں پائی جاتی ہے جو خدا کی دوستی کی وجہ سے یا نعمتوں کے شکریہ کے طور پر یا اس لئے کہ خدا عبادت کا مستحق ہے اس کی عبادت کرتے ہیں۔

پس عبادت کی بھی تین علتیں ہیں۔

خوف     امید     محبت حق شناسی

اسی طرح عبادت کرنے والے عبادت کی علت کی بنیاد پر تین قسموں میں تقسیم کئے جا سکتے ہیں:

پہلی قسم والے اللہ کی عبادت اس لئے کرتے ہیں تاکہ عذاب خدا سے بچے رہیں ان لوگوں کے لئے "مالک یوم الدین" کہ روز حساب و جزا کی علامت ہے محرک عبادت ہوتا ہے۔

دوسری قسم والے بہشت میں جانے اور نعمتوں کو حاصل کرنے کے لئے خدا کی عبادت کرتے ہیں ایسے لوگوں کے لئے "الرحمٰن الرحیم" جو کہ نوید رحمت الٰہی ہے وہ محرک عبادت بنتا ہے۔

تیسری قسم والے خدا کی دوستی کے لئے اور اس کی نعمتوں کے شکریہ کے لئے عبادت کرتے ہیں وہ نہ جہنم کے خوف میں عبادت کرتے ہیں اور نہ بہشت کی لالچ میں بلکہ ان کے لئے بس یہی جملہ " اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الخ کافی ہے اور جملہ اِیَّاکَ نَعْبُدُ سے اللہ، رحمٰن، رحیم کی مناسبت ظاہر ہوتی ہے۔

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

"ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ سے مدد چاہتے ہیں"

دوسرے نظریہ سے بھی عبادت کی قسمیں ہیں۔ چونکہ عبادت قلبی عمل ہے اس لئے توجہ کے ساتھ آگاہ ہو کر بجالانا چاہیئے۔ اگر کوئی توجہ کئے بغیر مثلاً کہتا ہے " سُبْحَانَ اللّٰهِ یا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اس کا صرف یہ جملہ کہنا عبادت نہ ہوگا اس لئے عبادت کے درجات ہیں لہذا جتنا زیادہ حضور قلب ہوگا اتنی ہی زیادہ عبادت با اہمیت ہوگی۔

حدیث میں وارد ہے کہ اسی قدر نماز کو خدا قبول کرتا ہے جس قدر حضور قلب سے ہو۔ نماز یا عبادتیں ـــ جو کہ چند منٹ کی ہیں اگر ایک منٹ یا دو منٹ خدا کی طرف متوجہ ہو کر ادا کی ہیں تو بس اتنی ہی قبول ہوں گی۔

توجہ اور حضور قلب کے بھی مراتب ہیں

رتبۂ اول: الفاظ کی طرف توجہ کرنا ہے اس کے بعد کا مرحلہ اس کے معنی کی طرف توجہ کرنا ہے اور اس سے بھی بڑا مرحلہ سبھی چیز کو بھول کر صرف نماز کی طرف متوجہ ہو کر پڑھنا ہے بس توجہ جتنی زیادہ ہوگی وہ عبادت اتنی ہی قیمتی ہوگی اور اسی طرح انسان کو خدا کی جتنی معرفت ہوگی اس کی عبادت اتنی ہی قیمتی ہوگی لہذا ہمیں خدا سے دعا کرنا چاہیئے کہ وہ ایسی قدرت عطا فرمائے کہ ہمارے دل ہمارے قابو میں رہیں اور ختم نماز تک ہماری توجہ اس سے ہٹنے نہ پائے آخر تک پوری توجہ باقی رہے۔

پہلی چیز جس کی ہمیں رعایت کرنا چاہیئے نماز کا اول وقت پڑھنا ہے اور نماز سے پہلے چند منٹ غور و فکر کرنا چاہیئے اور نماز پڑھتے وقت پہلے ہر جملہ کے معنی کو ذہن میں تصور کرنا چاہیئے اس کے بعد اس جملہ کو ادا کرنا چاہیئے۔ اِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ

ہمیں یہ اعتقاد رکھنا چاہئے کہ صرف خدا بے نیاز ہے اور اس کے علاوہ سبھی نیازمند ہیں اور سب اس کے بندے ہیں جس کے پاس جو کچھ ہے خدا نے اسے دیا ہے اور جب وہ چاہے اس سے چھین لے۔ خدا عطا و بخشش میں کوتاہی نہیں کرتا وہ اپنے بندوں کو دعوت کرتا ہے کہ آؤ تا کہ جو کچھ تم چاہتے ہو اسے عطا کر دوں۔ کیا ایسی صورت میں یہ صحیح ہے کہ انسان غیر خدا سے اپنی حاجتوں کو طلب کرے۔ اگر کسی کا ایمان قوی اور صحیح ہے پھر وہ کسی غیر خدا کے پیچھے نہیں دوڑے گا

ہاں خدا نے اسباب فراہم کئے ہیں اور ہر چیز کے لئے وسیلہ بنایا ہے لیکن مومن کو صرف خدا کو موثر حقیقی جاننا چاہیئے اور صرف خدا پر بھروسہ کرنا چاہیئے مریض کو بظاہر ڈاکٹر اور دوا کے ذریعہ شفا ہوتی ہے لیکن ڈاکٹر اور دوائیں وسیلہ ہیں شفا دینے والا خدا ہے۔

مشہور و معروف حدیث ہے کہ:

الدّواء عندنا والشفاء عند اللّٰہ

"دوا ہمارے پاس ہے اور شفا بخشنے والا خدا ہے"

یہ بات اس مثال کے ذریعہ واضح ہو جائے گی۔

فرض کیجئے کوئی شخص کسی دولت مند سے کچھ رقم لینا چاہتا ہے اور اس دولت مند کا بڑا آفس ہے جس میں اس کا نائب و منشی، حساب دار و خزانچی ہے لیکن جب تک وہ خود دستخط نہ کرے یا حکم نہ دے خزانچی اس شخص کو وہ رقم نہیں دیتا اس شخص کو دولت مند کے نائب و خزانچی سے ملنا چاہیئے لیکن یہ خزانچی، وسیلہ ہے حقیقی عطا کرنے والا خود وہ دولتمند ہے

مومن خدا کو امور کائنات میں موثر حقیقی جانتا ہے، خدا شفا دینے والا اور وہی روزی دینے والا ہے لیکن وہ اپنے کام جس ذریعہ سے چاہتا ہے انجام دیتا ہے کبھی طبعی اسباب کے ذریعہ اور کبھی کسی دوسرے وسیلے سے اور اگر خدا چاہے مریض کو بغیر دوا کے شفا دیدے۔

جیسا کہ بہت سے مریض آئمہ اطہارؑ کے وسیلہ سے شفا پا جاتے ہیں حضرت امام رضاؑ کے وسیلے سے شفا پانے والوں کی داستانیں ہم نے سنی ہیں۔ چاہے اسباب عادی ہوں یا غیر عادی اس کا حقیقی موثر خدا ہے۔ لہذا مومن صرف خدا سے مدد چاہتا جب اسے کوئی حاجت درپیش ہوتی ہے تو وہ خدا کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس سے حاجت روائی چاہتا ہے۔ اور اس

کے بعد خدا کی اطاعت اور دنیاوی قانون کی اتباع کرتے ہوئے اسباب وعلت کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اگر اتفاقاً اسباب تک رسائی نہ ہوئی تو مایوس و ناامید نہیں ہوتا ۔

ہر شخص یہ جانتا ہے کہ اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے کسی بے نیاز وغنی سے درخواست کرنا چاہیئے لہٰذا اگر ہم خدا کی ایسی معرفت رکھتے ہیں اور خدا کو بے نیاز اور خود کو نیازمند جانتے ہیں تو حاجتوں کو پورا کرنے کے لئے بے نیاز خدا سے مدد کی درخواست کرنا چاہیئے نہ کہ ضرورت مند و محتاج اور نیازمند سے کہ اس کی ضرورتوں کو پورا کردے ۔

مومن کو معلوم ہونا چاہیئے کہ تمام کائنات میں اگر کوئی موثر ہے تو صرف خدا ہے اور زندگی میں صرف اس سے مدد لینی چاہیئے اور اصولی طور پر انسان خود کسی چیز کا مالک نہیں ہے بلکہ پوری کائنات خدا کی مخلوق اور خدا کے ماتحت ہے ۔

**راستے کی شناخت:** صحیح راستے کی شناخت اور صحیح زندگی کے لئے خدا سے دعا مانگنی چاہیئے ۔

اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ

"خدایا ہمیں سیدھے راستے پر باقی رکھ "

اس جملہ سے معلوم ہوتا ہے کہ انسان کا کوئی مقصد ہے اس لئے خدا سے خواہاں ہے کہ صحیح مقصد تک پہنچانے والے راستے کی نشاندہی فرمائے ۔

خدا نے انسان کی زندگی کا ہدف و مقصد اور اس ہدف و مقصد تک پہنچنے والے راستے کی نشاندہی پیغمبروں کے ذریعہ سے کی ہے قرآن کہتا ہے :

افَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنَاكُمْ عَبَثًا وَاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُونَ سورۂ مومنون آیۃ ۱۱۵

"کیا تم یہ خیال کرتے ہو کہ ہم نے تم کو یوں ہی بیکار پیدا کیا اور یہ کہ تم ہمارے حضور میں لوٹا کر نہ لائے جاؤ گے "

انسان کی زندگی کا مقصد خدا کی طرف ابدی دنیا میں پلٹنا ہے لیکن اس دنیا کی سعادت صرف اسے نصیب ہوگی جو اس دنیا میں صحیح راستہ انتخاب کرکے خدا تک پہنچنے کی

کوشش کرے ۔

انسان کی زندگی کا مقصد کمال اور ابدی سعادت اخروی کا حاصل کرنا ہے اور ہر سعادت بندگی کے سائے اور قرب الٰہی کے تصور کے بغیر حاصل نہیں ہوتی ۔

لہٰذا انسان کی ہر کوشش جو اس مقصد کے علاوہ کسی اور مقصد کے حصول کے لئے ہوتی ہے وہ بے کار اور بے مقصد اور دائمی ندامت کا سبب ہوتی ہے ۔ پس انسان کی تمام کوششیں دائمی سعادت حاصل کرنے کے لئے ہونی چاہئیں۔ انسان صرف کھانے اور سونے کے لئے نہیں پیدا ہوا ہے بلکہ کھانا وسونا اور حیوانی صفات انسان کو باقی رکھنے کے لئے ہیں ۔ لیکن زندگی کے باقی رکھنے کا مقصد کچھ اور ہے ۔

انسان کو سارے مادی امور سے استفادہ کرنا چاہیئے لیکن یہ محدود وقتی لذتیں اس قابل نہیں ہیں کہ انسان کی زندگی کا مقصد قرار پائیں بالخصوص اس وقت جب ان نعمتوں کو فراہم کرنے میں بے شمار زحمتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے ۔ مسلمان کو اپنی قدر و قیمت پہچاننا چاہیئے جس کی طرف مولای متقیان نے اشارہ فرمایا ہے ۔

اِنَّهُ لَيْسَ لِاَنْفُسِكُمْ ثَمَنٌ اِلاَّ الْجَنَّةَ فَلاَ تَبِيْعُوهَا اِلاَّ بِهَا ۔ نہج البلاغہ

عزیزو ! تمہاری جان کی قیمت بہشت ہے اس کو اس سے کم قیمت پر فروخت نہ کرنا ،،

## کون سا راستہ اچھا ہے : ـــــ ؟

ـــــ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ صِرَاطَ الَّذِينَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّآلِّيْنَ

,, ہمیں سیدھے راستے پر قائم رکھ ، ان کے راستے پر جن پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کیں نہ ان کے راستے پر جن پر تو نے اپنا غضب نازل کیا ،، ۔

جن پر خدا کی نعمتیں نازل ہوتی ہیں کیا ان سے مراد وہ لوگ ہیں جو دنیا میں مادی نعمتوں ، دولت و منصب پر فائز ہیں اور معاشرے میں ان کی ایک حیثیت ہے اور دولت

و منصب کے ذریعے عیش و عشرت میں ڈوبے ہوئے ہیں۔ نہیں ہرگز نہیں ——— چونکہ
" غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ " اس نعمت کی وضاحت کر رہا ہے کہ نعمت سے مراد خاص نعمت
ہے کیوں کہ اس آیت سے ظاہر ہوتا ہے کہ انسان تین طرح کے ہیں ۔

۱۔ جن پر اللہ کی نعمتیں نازل ہوتی ہیں ۔
۲۔ جن پر اللہ کا غضب نازل ہوتا ہے ۔
۳۔ گمراہ لوگ ۔

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ ظالم اور دنیاپرست لوگ پہلے گروہ میں شامل نہیں ہیں لہذا پہلے گروہ میں وہ لوگ شامل ہیں جن پر خدا کا لطف و کرم ہوا ہے ۔ کچھ لوگ خیال کرتے ہیں کہ خدا دنیا میں جس کو نعمتیں عطا کرتا ہے اس پر لطف و کرم فرماتا ہے

فَاَمَّا الْاِنْسَانُ اِذَا مَاابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَاَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّي اَكْرَمَنِ

وَاَمَّا اِذَا مَاابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُوْلُ رَبِّي اَهَانَنِ ۔سورۂ فجر آیۃ ۱۶-۱۵

" لیکن جب انسان کو اس کا پروردگار اس طرح آزماتا ہے کہ اس کو عزت و نعمت دیتا ہے تو کہتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے عزت دی مگر جب اس کو اس طرح آزماتا ہے کہ اس پر روزی کو تنگ کر دیتا ہے تو بول اٹھتا ہے کہ میرے پروردگار نے مجھے ذلیل کیا "

لیکن قرآن کی منطق یہ ہے کہ سبھی مال و دولت دنیاوی امتحان کا ذریعہ ہے ۔ روزی کا زیادہ ہونا یا اس کا تنگ ہونا فقر و غربت سبھی امتحان کے طریقہ ہیں کہ آیا دولت مند فقرا کے حقوق ادا کرتے ہیں یا نہیں اور آیا فقرا شریعت کے مطابق اپنے حق پر قناعت کرتے ہیں یا ناجائز طریقے سے دولتمندوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں ۔ لہذا دنیا کی نعمتیں مال و دولت، منصب و عزت یہ سب قرآن کی نظر میں نعمت نہیں ہیں یہ چیزیں مومن کے لئے کوئی اہمیت نہیں رکھتیں

وَاِنْ كُلُّ ذٰلِكَ لَمَّا مَتَاعُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةُ

عِنْدَ رَبِّكَ لِلْمُتَّقِيْنَ ۔سورۂ زخرف آیۃ ۳۵

" یہ سب ساز و سامان تو دنیاوی زندگی کے چند روزہ ساز و سامان

ہیں جو مٹ جائیں گے اور آخرت کا سامان تو تمہارے پروردگار
کے پاس ہے جو خاص پرہیزگاروں کے لئے ہے،،

البتہ دنیاوی نعمتوں کا ملنا خدا سے دوری کی دلیل نہیں ہے۔ جیسا کہ خدا نے حضرت سلیمانؑ کو ایسی سلطنت اور مقام عطا کیا جنات وانسان کو ان کا تابع و فرمانبردار کر دیا تھا اور سرکش جنیوں کو ان کا مطیع قرار دیا لہٰذا یہ دولت دنیا اس بات کی دلیل نہیں ہے کہ خدا نے حضرت سلیمانؑ پر کوئی عنایت نہیں کی۔

لہٰذا ,, الَّذِينَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ،، سے مراد وہ لوگ ہیں جن کا تذکرہ دوسری آیت میں ہوا ہے:

وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَالرَّسُولَ فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِينَ اَنۡعَمَ اللّٰهُ

عَلَيۡهِمۡ مِنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيۡقِيۡنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصّٰلِحِيۡنَ

وَحَسُنَ اُولٰٓئِكَ رَفِيۡقًا - سورۂ نسا آیۃ ۶۹

,, اور جس شخص نے خدا اور رسولؐ کی اطاعت ـــــــ کی تو ایسے
لوگ ان مقبول بندوں کے ساتھ ہوں گے جنھیں خدا نے اپنی نعمتیں
عطا کی ہیں یعنی انبیاء و صدیقین اور شہدا و صالحین اور یہ لوگ کیا ہی
اچھے رفیق ہیں،،

پس حقیقی نعمتوں کے اہل یہ چار گروہ کے افراد ہیں، مومن دعا کرتا ہے کہ ہمیں ایسے لوگوں کے راستے پر باقی رکھ جو کہ اہل نعمت تھے۔ اگر اللہ کے نیک بندے اس دنیا میں بعض نعمتوں سے محروم ہو گئے ہیں تو آخرت میں اس کا ایسا عوض ان کو دیا جائے گا جس کو ہم سمجھنے سے قاصر ہیں۔ بنیادی طور پر ایسی چیزیں جو وقتی لذت کا سبب اور جلد ختم ہو جانے والی ہوں اور اپنے پیچھے بدبختی کا سامان رکھتی ہوں ان کو نعمت نہیں کہا جا سکتا۔ متقیوں کے رہبر اور مومنوں کے امیر حضرت علی علیہ السلام نے نہج البلاغہ میں ارشاد فرمایا:

,, فانی اور جلدی گزرنے والی دنیاوی نعمتوں سے علیؑ کو کیا کام،،

علیؑ کمال انسانیت کا مظہر ہیں حضرت نے دنیا کی تشبیہ اس بوسیدہ ہڈی سے دی ہے جو کسی مجذوم و مریض کتے کے منہ میں ہو اسی لئے اس دنیا سے منہ موڑ لیتے ہیں اور خدا سے فنا نہ

نہ ہونے والی آخرت کی نعمتوں کے خواہاں ہوتے ہیں ۔

"غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ"

جن لوگوں کی خدا نے ہر موڑ پر مدد و ھدایت کی اور ان پر اپنی حجت تمام فرمائی لیکن اس کے باوجود ان لوگوں نے خدا کے فرمان سے روگردانی کی پھر وہ لوگ خدا کے غضب و غصے کے مستحق قرار پائے ۔

اس کی واضح مثال بنی اسرائیل ہیں جن کے اوپر خدا نے بے شمار لطف فرمایا انھیں فرعونیوں کے چنگل سے چھڑایا اور فرعونیوں کو ان کی نظروں کے سامنے دریائے نیل میں غرق کر دیا لیکن زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ لوگوں نے بت پرستی اختیار کر لی اور انھوں نے جناب موسیٰ سے درخواست کی کہ ہمارے لئے بھی ایک ایسا خدا بنا دیجئے جو لوگوں کے خداؤں کی طرح دیکھنے اور چھونے کے قابل ہو۔ جناب موسیٰ نے ان لوگوں کی سرزنش کی اور اس جہالت اور ناشکری سے باز رکھنا چاہا لیکن جب جناب موسیٰ چالیس دن کے لئے کوہ طور پر گئے تو بنی اسرئیل نے ایک گوسالہ بنا کر اس کی پرستش شروع کر دی اور کہنے لگے یہی موسیٰ کا خدا ہے۔ یہودی تھے جو غضب الہی کا نشانہ بنے ہاں گمراہوں کی نسبت عیسائیوں کی طرف دی جا سکتی ہے۔ جنھوں نے آسمانی کتاب انجیل میں تحریف کی اور سیدھے راستے سے منحرف ہو کر گمراہ ہو گئے ۔

جو شخص نماز میں یہ کہتا ہے کہ ہم کو سیدھے راستے پر باقی رکھ جو انبیاء و صدیقین اور شہداء کا راستہ ہے نہ ان لوگوں کے راستے پر کہ جو تیرے غضب کے مستحق ہوئے ہیں اور نہ ان کے راستے پر جو گمراہ ہیں

ان لوگوں کو ایسی تمام نافرمانیوں سے بچنا چاہیئے جو غضب الہی کا سبب ہوں اور ان کو واقعاً انبیاء اور شہیدوں کی پیروی کرنا چاہیئے ورنہ تنہا زبانی جمع جاری کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا ۔

# سورۂ توحید

سورہ حمد جو کہ قرآن کا پہلا سورہ ہے اس کے پڑھنے کے بعد قرآن کے کسی ایک سورہ کو توجہ و حضورِ قلب کے ساتھ پڑھنا چاہیئے۔ حضورِ قلب سے مراد حالتِ نماز میں قلب کا صرف خدا کی طرف متوجہ ہونا ہے ۔

قرآن کے سوروں میں سورۂ توحید ایک مختصر اور پر معنی سورہ ہے۔ توحید کے لئے کوشش بھی کرنا چاہیئے اور معاشرے کی تنظیم بھی اس کے لئے ہونی چاہیئے اس سورہ میں بعض اجتماعی درس ہمارے سیکھنے کے لئے دیئے گئے ہیں ۔

## ۱۔ درگزر اور مہربانی کرنا:

بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيمِ

"اللہ کے نام سے جو رحمٰن و رحیم ہے"

## ۲۔ وحدت ویگانگی :

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ

"کہو اللہ ایک ہے"

چونکہ خدا ایک ہے اس لئے بندوں کو اور خدا کے تربیت کردہ لوگوں کو بھی باہم ایک ہونا چاہیئے اور تفرقہ و پراگندگی جو کہ شرک کی علامت ہے اس سے دور رہنا چاہیئے ۔

## ۳۔ روحِ بے نیازی :

اَللّٰهُ الصَّمَدُ

جس طریقے سے خدا اور ہمارا مربی بے نیاز ہے اس طریقے سے ہم کو چاہیئے کہ ہم اپنے اندر روحِ بے نیازی کو تقویت دیں اور اگر نیازمند ہوں بھی تو صرف خدا سے مدد چاہیں ۔

## ۴- فخر و مباہات سے پرہیز:

لَمْ یَلِدْ وَلَمْ یُولَدْ

"خدا نہ کسی سے پیدا ہوا ہے نہ کوئی اس سے پیدا ہوا ہے"

انسان کو چاہیئے کہ اپنی قوم و نسل پر فخر نہ کرے کیوں کہ حضرت علیؑ نے فرمایا:

"تمہیں اسلام کا فرزند ہونا چاہیئے"

شاعر کہتا ہے:

ترجمۂ شعر۔ ماں باپ، چچا سے الگ ہو کر سلمان کی طرح فرزند اسلام ہو جاؤ۔

## ۵- بے مثل:

وَلَمْ یَكُنْ لَهُ كُفُوًا اَحَدٌ

"اس کا کوئی ہمتا اور مثل نہیں"

جس طریقہ سے خدا بے مثل ہے ہم کو بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ ہم دوسری قوموں میں بے مثل و بے نظیر رہیں۔

# حضور قلب کے سلسلے میں ایک عمدہ بحث

نماز کی حقیقت دراصل خدا کی طرف قلبی توجہ ہے دل جتنا خدا کی طرف متوجہ ہوگا اتنا ہی زیادہ اچھے نتائج ظاہر ہوں گے۔ بہت سی روایات میں وارد ہوا ہے کہ نماز میں صرف اتنا ہی حصہ قبول ہوتا ہے کہ جتنے میں دل خدا کی طرف متوجہ رہا ہو، کبھی نماز کا ½ یا ¼ یا کم یا زیادہ حصہ ہی قبول ہوتا ہے، بعض روایات میں اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ نماز کا وہی حصہ اوپر لے جایا جاتا ہے جو حصہ حضور قلب کے ساتھ ادا کیا گیا ہو۔

ایک بات جو بطور کلی نماز کے لئے کہی جا سکتی ہے وہ یہ ہے کہ نماز خدا کی طرف توجہ کا نام ہے اور اجسام کی طرف توجہ یہ ہے کہ ہم اپنی صورتوں کو ان کی طرف کرتے ہیں لیکن چونکہ خدا نہ تو جسم رکھتا ہے نہ کسی زمان و مکان کے اندر ہے اس لئے توجہ دل کے راستے سے ہوتی ہے اسی لئے اگر حالت نماز میں ہمارے دل کی توجہ کسی اور طرف ہو مثلاً اپنے رخ کو خدا سے موڑ کر اس کی طرف پشت کریں تو چونکہ یہ کام بہت مذموم ہے اس لئے ایسا شخص عذاب کا مستحق ہے اس عمل کی مذمت کے لئے ایک مثال کا بیان کرنا ضروری ہے۔

آپ سوچئے کہ اگر آپ دوستوں کی ملاقات کے لئے جائیں اور گفتگو کے وقت آپ اپنی پشت ان کی طرح کر دیں تو یہ بات کتنی معیوب ہے خصوصاً اس وقت جب اس کا مرتبہ بالا اور اس کی شان بلند ہو یا جب آپ کسی محترم شخصیت سے ملاقات کرتے ہیں تو رخصت ہوتے وقت اپنے رخ کو اس کی طرف سے کافی فاصلہ طے کئے رہنے کے بعد موڑتے ہیں بس اسی طرح اگر نماز میں ہمارا دل خدا کی طرف متوجہ نہ ہو تو یہ خدا کی بہت بڑی توہین ہے لیکن چونکہ خدا غفور و رحیم ہے وہ ہم کو اس توہین پر سزا نہیں دیتا۔ روایت میں ہے کہ خداوند عالم کہتا ہے جو شخص نماز میں کھڑا ہوا اور اس کا دل کسی اور طرف متوجہ ہو تو کیا وہ اس بات سے نہیں

ڈرتا کہ اس کو گدھے کی صورت میں مسخ کر دوں کیا وہ نہیں جانتا کس کے سامنے کھڑا ہے۔۔
حدیث کے الفاظ ہیں رسول خداؐ کا ارشاد ہے

۔اَمَا يَخَافُ الَّذِي يُحَوِّلُ وَجْهَهُ فِي الصَّلٰوةِ اَنْ يُحَوِّلَ اللّٰهُ
وَجْهَهُ حِمَاراً ۔مستدرک الوسائل جلد ۱ صفحہ ۲۴۶ حدیث ۲

متعدد روایتوں میں حضرت امام سجادؑ اور حضرت امام حسنؑ کے لئے آیا ہے وضو اور نماز کے وقت ان کی حالت متغیر ہو جاتی تھی چہرے کا رنگ زرد ہو جاتا تھا، پوچھا گیا کہ ایسا کیوں ہوتا ہے تو فرمایا کہ:

اِنِّي اُرِيْدُ الْوُقُوْفَ بَيْنَ يَدَيْ مَلِكٍ عَظِيْمٍ مستدرک الوسائل جلد ۱ ص ۲۶۵

"میں بہت بڑے بادشاہ کے سامنے حاضری دینے کے لئے کھڑا ہوتا ہوں کیا تم نہیں جانتے کہ کس کے حضور میں کھڑے ہو رہے ہیں"

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے

قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ خَاشِعُوْنَ۔ سورۂ مومنون آیۃ ۱،۲۔

"جو لوگ اپنی نماز میں خضوع و خشوع برتتے ہیں وہی لوگ فلاح یافتہ ہیں"

خضوع ایسی قلبی حالت ہے کہ جس کے آثار چہرے اور انسان کے بدن پر ظاہر ہو جاتے ہیں لیکن ہر وہ شخص جو اپنے اندر ایسی حالت پیدا کرتا ہے وہ خاشع نہیں ہے جب تک کہ اس کا خشوع دل سے نہ ہو مثلاً اگر کوئی غمگین ہے تو اس کے چہرے سے غم ظاہر ہوتا ہے لیکن اگر کوئی شخص اپنے اندر اس طرح کے علامات پیدا کرے کہ جس سے پتہ چلے کہ اس کو غم ہے تو وہ واقعاً غمگین نہیں ہے اسی لئے گردن کو ٹیڑھی کر لینا سر کو جھکا لینا خشوع نہیں ہے جب تک دل سے خشوع نہ ہو۔ یعنی عظمت پروردگار عالم کے سامنے اپنی ذلت و پستی، گناہ اور خیانت کا اقرار و احساس کریں اور خدا کی دوستی کو اپنے دل میں جاگزیں کریں تب کہیں جا کر نماز میں خشوع پیدا ہوگا زر و زیورات اور دنیا سے دلچسپی ہرگز خشوع کا سبب نہیں بن سکتی ۔

اگر نماز کا وقت آجانے پر آپ کا دل چاہتا ہے کہ مسجد میں جا کر جماعت سے نماز پڑھیں یا اگر دل چاہتا ہے کسی معاملے کو انجام دے کر نفع کمائیں تو اس جگہ جس کام کی طرف

آپ کی رغبت زیادہ ہے اس پر حکم لگایا جائے گا اگر دل نماز کی طرف مائل ہے تو یہ خدا کی طرف زیادہ مائل ہونے کی علامت ہے اور اگر منفعت دنیا کی طرف آپ کا دل مائل ہے تو یقیناً اس رجحان کی وجہ سے نماز کے اندر خضوع و خشوع اور حضور قلب پیدا نہیں ہو سکتا۔ دل کو خدا کا مکان بنانا چاہیئے یعنی دل کے اندر صرف خدا ہی خدا ہو انسان کا دل ایک ظرف کی طرح ہے کہ جب وہ بھر جاتا ہے تو اس میں کسی دوسری چیز کی گنجائش نہیں رہتی اس لئے اگر دنیاوی مسائل اور حب دنیا ہمارے دل میں بیٹھ گئی تو پھر اس دل میں حضور خدا کی کوئی جگہ باقی نہیں رہے گی

امام جعفر صادق علیہ السلام اسی بارے میں فرماتے ہیں

"دل خدا کا حرم ہے لہذا حرم خدا میں اللہ کے علاوہ کسی اور کو مت بساؤ"

ہمارے دل بیکار افکار اور بری نیتوں اور دوسری چیزوں سے آلودہ ہیں ہم صرف وضو میں اپنی صورت کو دھوتے ہیں اور ظاہر کو صاف و شفاف کرتے ہیں افسوس اس دل آلودہ کے ساتھ کیوں کر خدا کے سامنے حاضر ہوتے ہیں کیا یہ بات قابل افسوس نہیں ہے کہ اپنے کثیف اور آلودہ دل سے خدا کی محبت کا دعویٰ کریں۔ ہمارا دل ابھی اس قابل نہیں ہوا ہے کہ خدا و پیغمبر اور امام کی محبت اس میں جگہ پا سکے، لہذا اگر ہم نماز کو حضور قلب اور خشوع دل کے ساتھ پڑھنا چاہتے ہیں تو پہلے دل کو تمام آلودگیوں سے پاک کریں اور جو چیزیں خدا کو ناپسند ہیں۔ اس کی محبت دل میں آنے نہ دیں اور کوشش کریں کہ صرف خدا کی محبت سے دل معمور رہے۔ یعنی جو چیز خدا سے مربوط ہے اس کے علاوہ کسی اور چیز کو دوست نہ رکھیں

## حضور قلب کیسے پیدا ہو؟

نماز کی اہمیت خدا سے تقرب اور اس کی طرف متوجہ ہونے کی وجہ سے ہے۔ نماز کو بڑی توجہ اور خلوص کے ساتھ ادا ہونا چاہیئے۔ روایات میں وارد ہے، حضرت علیؑ جب نماز شب کے لئے اٹھتے تھے تو صرف اس لئے کہ نشاط و مسرت باقی رہے اپنے بدن کو دھو لیا کرتے تھے۔ نماز کے لئے بہت سے ایسے آداب اور مستحبات ہیں کہ ان کی رعایت کی جائے تو نماز میں حضور قلب اور توجہ دل کے لئے بہت موثر ہیں مثلاً ظہر سے پہلے سو رہنا علاوہ اس کے کہ سحر خیزی کے لئے مددگار ہے، نماز ظہر و عصر میں حضور قلب و نشاط

کے لئے مددگار بھی ہے ۔

روایات میں نماز کے جزوی آداب کو بیان کیا گیا ہے اور ان کے یہاں بیان کے پہلے ہی اس بات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ یہ چیزیں حضور قلب کے لئے مددگار ہیں مثلاً حالت تشہد میں چار زانو بیٹھنا، زانو اور پنڈلیوں پر تکیہ کرنا یا سجدہ کی حالت میں بدن کا بوجھ تمام اعضا پر تقسیم کر دینا یا قبل از نماز ظہر طہارت کرنا اور جو شخص طہارت کی احتیاج رکھتا ہے اس کو نماز میں شامل نہیں ہونا چاہیئے کیونکہ ایسا شخص حضور قلب کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا ۔ حالت قیام میں نظر کو سجدہ گاہ پر، رکوع میں نظر کو دونوں پیر کے درمیان زمین پر اور حالت تشہد میں اپنی گود پر رکھنا چاہیئے ۔ اسی طرح کے دوسرے بہت سے آداب ہیں ۔

## حضور قلب امام خمینیؒ کی نظر میں :

۱۔ اعمال کے اندر حضور قلب کا منشا یہ ہے کہ قلب اس عمل کی عظمت کا احساس کرے اور اس کی اہمیت کا خیال کرے ۔ اگر ہم خدا کے ساتھ مناجات کو اتنی بھی اہمیت دیں جتنی ایک مخلوق سے گفتگو کرنے پر دی جاتی ہے تو ہرگز غفلت، سہو، نسیان کا شکار نہ ہوں گے ۔

۲۔ جب تک درخت آرزو اور حب دنیا دل کے اندر جاگزیں ہے اور طائر قلب اس کی شاخوں پر پرواز کرتا رہے گا اس وقت تک حضور قلب پیدا نہیں ہو سکتا ہے ۔ ہاں اگر ریاضت اور جد و جہد ہو، غور و فکر کے ذریعہ دنیا کے عواقب اور انجام پر غور کرے اور اس کی برائیوں کے بارے میں سوچے اور پورے درخت آرزو کو ترک کر دے تو اس کا دل ساکت اور مطمئن ہو جائے گا اور حضور قلب حاصل ہو جائے گا ۔

۳۔ ذکر کرتے وقت انسان کو اس طرح ہونا چاہیئے کہ جیسے کوئی شخص بچے کو گفتگو سکھا رہا ہے اور اس کو یہ سمجھا رہا ہو کہ اس طریقہ سے بات کرنی چاہیئے اسی طرح قلب کو ذکر کی تلقین کرنی چاہیئے جب تک انسان زبان سے ذکر کرتا رہتا ہے اور قلب کی تعلیم میں مشغول رہتا ہے اس وقت تک ظاہر و باطن کی مدد ہونے لگتی ہے اور انسان کے اندر ایک نشاط و مسرت پیدا ہو جاتا ہے کہ جس سے تمام خستگی و تھکن دور ہو جاتی ہے ۔

۴۔ اگر انسان ایک مدت تک نماز میں دعاؤں اور اذکار کا پابند رہے تو پھر اس کا نفس عادی ہو جاتا ہے اور جو چیزیں حضور قلب کے لئے مقدم ہیں اس کو فراہم کرتا ہے۔ جو چیزیں حواس کو پراگندہ کرنے والی ہیں ان کو دور کرتا ہے۔

# نماز جماعت

قرآن کا ارشاد ہے: وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَارْکَعُوْا مَعَ الرّٰکِعِیْنَ ۔ سورہ بقرہ آیۃ ۴۳
"نماز قائم کرو زکوٰۃ دو اور نماز جماعت ادا کرو"

چونکہ اسلام ایک دین اجتماعی و دین انفرادی اور دین معاشرتی ہے اس لئے نماز جماعت کی اہمیت کا قائل ہے اسلام میں نماز جماعت اتحاد و یگانگی کا مظہر ہے، برادری و برابری میل و محبت کی علامت ہے اور بغیر اس کے کہ نماز جماعت نظم و انتظام کا اعلیٰ نمونہ ہے روح انضباط و روح نظم و تربیت اس کا جوہر ہے۔

مسلمان اذان کی آواز سن کر چاروں طرف سے مسجدوں کی طرف روانہ ہو جاتے ہیں اور جب اقامت ہو جاتی ہے تو سب کے سب منظم صفوں کے ساتھ کھڑے ہو جاتے ہیں اور تکبیر کہتے ہیں اور بڑے سکون و وقار کے ساتھ حمد و سورہ کے معنی کی طرف توجہ کرتے ہیں جسے امام جماعت پڑھتا ہے اور اس وقت معلوم یہ ہوتا ہے کہ سب ایک روح کے حامل ہیں اور سب رکوع و سجدہ کرتے ہیں۔ بیٹھتے ہیں کھڑے ہوتے ہیں نماز کے آخر میں ایک دوسرے کو سلام کرتے ہیں اور آپس میں مصافحہ کرتے ہیں۔

ظاہر سی بات ہے کہ ایسے اجتماع نفاق، کینہ، بدبینی، بدخواہی، طبقاتی اختلافات سبھی ختم کر دیتے ہیں اور ان کی جگہ مہر و محبت، برادری و برابری لے لیتی ہے نماز جماعت کے فوائد اس کی اہمیت اس کا فلسفہ بہت ہے جس میں دنیاوی اور اخروی دونوں فائدے ہیں۔

انسان کے لئے مستحب ہے کہ واجب نمازوں کو خصوصیت کے ساتھ نماز صبح و مغرب و عشا کو جماعت سے پڑھے نماز جماعت کا بے اعتنائی سے ترک کر دینا جائز نہیں ہے

بلکہ بلا کسی عذر کے جماعت کا ترک کرنا صحیح نہیں ہے۔

تمام دنیا کے شیعہ حضرات سے میں تاکید کرتا ہوں کہ نماز واجب کو جماعت کے ساتھ ادا کیا کریں اور ایسا نہ ہو اس معاملہ میں دوسرے ہم پر سبقت کریں اور طعنہ دیں کہ شیعان علیؑ و شیعیان امام جعفر صادقؑ کے یہاں نماز جماعت نہیں ہے نہ ان کے یہاں اتحاد و یکتا ہے۔

ہم لوگ آئمہ اطہار علیہم السلام کی پیروی پر افتخار کرتے ہیں ہم کو چاہیئے اپنے آئمہ اطہارؑ کی طرح نماز کو اول وقت مسجدوں میں با جماعت ادا کریں اور اس محاذ پر جو ایمان کی حمایت کر رہا ہے باقاعدہ حاضری دیا کریں ایسا نہ ہو کہ ایک نوجوان یا کوئی مسلمان جوان اذان کے وقت گلی کوچہ میں فٹبال یا کسی اور چیز میں مشغول ہو اور اذان کو سن کر نماز جماعت کی طرف متوجہ نہ ہو میں امید کرتا ہوں خداوند عالم ہم کو اور دوسروں کو عمل کی توفیق دے گا اور جو کچھ لکھا ہے اس کو بجالانے کی توفیق عنایت کرے گا۔

یہ کتاب خداوند عالم کی نظر میں ایک خدمت شمار ہو گی۔ پہلے بارگاہ الٰہی میں قبول ہو اور پھر محترم پڑھنے والوں کے لئے فائدہ مند ہو اور ہمارے لئے باقیات صالحات قرار پائے

یَوْمَ لاَ یَنْفَعُ مَالاً وَلاَ بَنُوْنَ

"اس دن کہ جب مال و اولاد نفع بخش نہ ہو گی"

وَالبَاقِیَاتُ الصَّلِحَاتُ خَیْرٌ عِنْدَ رَبِّکَ ثَوَاباً وَخَیْرٌ اَمَلاً "سورہ کہف آیہ ۴۶"

"اور باقیات صالحات باقی رہنے والی نیکیاں تمہارے پروردگار کے نزدیک بڑی ثواب کی حامل ہیں"